© rasailojaraid.com

بھارت میں اُردو کا حال و مستقبل

محبانِ اُردو کے نام بیگم سلطانہ حیات کا

پہلا خط

آپ کو یاد ہوگا کہ تقسیم ہند کے بعد اردو کا چلن سکولوں وغیرہ میں سرکاری طور پر ختم کر دیا گیا تھا اور پھر دستورِ ہند کی دفعہ ۳۴۳ کے تحت یہ طے پایا تھا کہ حکومت ہند کی سرکاری زبان ہندی ہوگی جو دیوناگری رسم الخط میں لکھی جائے گی اور پھر ۱۹۵۱ میں دفعہ ۳۴۵ کے تحت ہندی کو یو۔پی کی سرکاری زبان بنا دیا گیا اور اُردو کے وجود کو نظر انداز کر دیا گیا۔

ہم اردو والوں نے پنڈت کشن پرشاد کول صاحب کی زیرِ قیادت دستخطی مہم کا آغاز کیا اور لسانی تعصب کی تلواروں کی چھاؤں میں دستخطی مہم کامیابی سے ہمکنار ہوئی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور اُردو کا کارواں چلتا رہا، اور جس ریاست میں اردو کا وجود سرکاری طور پر ختم ہو گیا تھا اس کو درجہ آٹھ تک ذریعۂ تعلیم بنانے کی اجازت مل گئی اور اب ہماری مانگ ہے کہ دسویں درجہ تک اُردو کو ذریعۂ تعلیم تسلیم کر لیا جائے۔

اردو کورس کی کتابوں کو شائع کرنے کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ وہ سیشن شروع ہونے سے پہلے پورے صوبے میں بآسانی دستیاب ہو سکیں وغیرہ۔

نگران مراعات کو عملی جامہ پہنانے میں جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ کام کرنے والے ہی جانتے ہیں یہ صرف ہمارے ساتھ حکومت ہی [illegible] سرکاری دفتروں میں درخواست کے ساتھ ساتھ جانا پڑتا ہے؟ تب جا کر کام ہوتا ہے۔ اردو والوں کے حالات کچھ زیادہ سخت ہیں مگر محنت اور لگن سے کام ہو جاتے ہیں، اس لیے سب اردو دوستوں سے اپیل ہے کہ حکومت نے اُردو کو جو مراعات دی ہیں ان کو اپنے حلقوں میں بروئے کار لانے کی ذمہ داری اب اُردو والوں کی ہے۔ اردو سے محبت کے معنی ہیں کہ اس کی عملی خدمت کی جائے۔

حکومت اردو کو دوسری سرکاری زبان تسلیم کرنے کے بعد اپنی ذمہ داریوں سے ایک حد تک سبکدوش ہو جائے گی اور اُردو کا چلن دوبارہ شروع صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اُتر پردیش کے ہر گوشہ میں ان مراعات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری مانگ یہ بھی ہے کہ ہر تحصیل میں کم از کم دو اُردو میڈیم سکول سرکار اپنے خرچ سے چلائے گو اس میں قباحت یہ ہے کہ پھر وہ بھی ہمارے لیے ایک مسئلہ بن جائیں گے مثلاً بی۔ٹی۔سی (بیسک ٹیچرس سرٹیفکیٹ) سینٹروں کو لیجیے۔ یہ بیسک ٹریننگ کالج (اردو) انجمن کی درخواست پر ٹیچروں کو اُردو تعلیم دینے کے لیے وجود میں آئے تھے اور اب یہاں سب مضامین پڑھاتے ہیں سوائے اُردو کے۔ ان کالجوں کی لائبریری کے لیے حکومت اب تک دو تین لاکھ روپے تو دے ہی چکی ہو گی مگر ایک پیسے کی بھی اردو کتابیں نہیں خریدی گئی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی کالج جن کی تعداد ۹ ہے مجھے اپنی متعلقہ لائبریری میں کسی ایک سال کی مالی امداد سے اردو کی کتابوں کے خریدنے کی رسید اور کتابیں دکھادے تو میں اپنا بیان واپس لے لوں گی اور معافی مانگ لوں گی۔

ان حالات کے پیشِ نظر ہمارا مطالبہ ہے کہ بی۔ٹی۔سی [illegible] ٹیچر تصور کیا جائے اور اس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عملاً تعلیم کو کوئی قباحت بھی نہیں ہوگی صرف سائن بورڈ ہی کو بدلنا ہوگا۔

اس تمام جدوجہد سے بچنے کے لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ ہر تحصیل میں کسی اچھے دو اردو مکتبوں یا پرائیویٹ اردو سکولوں کو حکومت اپنا لے، ٹیچروں وغیرہ کی تنخواہ دے تاکہ حکومت کے تعاون سے یہ مکتب یا سکول اپنا معیار تعلیم بلند کر سکیں اور پھر جلد ہی ان کو اردو میڈیم ہائی سکول میں تبدیل کر دیا جائے۔ اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صوبہ میں اس وقت ۸۱۴ گرانٹ یافتہ مکاتب ہیں اور ہم ان مکاتب کی کھوج کر رہے ہیں جن کو پہلے گرانٹ ملی تھی اور اب بند ہو گئی ہے تاکہ ان کی گرانٹ پھر سے جاری کرائی جا سکے۔ اس کے علاوہ ہم نے حکومت سے یہ بھی طے کیا ہے کہ ان امداد یافتہ مکاتب کا انتظام موجودہ ناظم صاحبان کے ہاتھ میں پہلے کی طرح رہے اور اگر حکومت کا دخل ذرا بھی ہوا تو اردو تعلیم کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ سرکاری جی۔ او نمبر ۵۹-۱۱۰-۲۱۷/X ۱۰۴۵۳ مورخہ ۱۲ اگست ۵۹ء کی رو سے اردو میں بورڈ بعینہٖ بغیر ہندی ترجمہ لگائے جا سکتے ہیں اور اس پر عمل سب سے پہلے قاضی عدیل عباسی مرحوم ایڈووکیٹ نے بستی میں کیا اور جب تک وہ زندہ رہے اس پر عمل ہوتا رہا۔ میں قاضی صاحب کی مثال ادھر بار بار دے رہی ہوں تاکہ جائے وکیل صاحبان اس طرف توجہ فرمائیں اور عدالتوں کچہریوں میں اردو کا چلن پھر سے عام ہو جائے۔

میں جانتی ہوں کہ اب یہ کام آسان نہیں ہے لیکن ہمیں اگر اپنی مادری زبان سے محبت ہے تو یہ کرنا ہوگا۔

ایک بڑی کامیابی انجمن کو یہ ہوئی ہے جس کو بروئے کار لانے کے لیے یو پی کے ہر کونے میں محبان اردو کو سرگرم عمل ہونا چاہیے۔ وہ یہ کہ حکومت ہند پورے ملک میں جہالت کے خلاف ایک تعلیم بالغان مہم چلاتی ہے۔ تامل، تلگو، بنگالی وغیرہ غرضیکہ شیڈول ۸ میں شامل ہر زبان کے لوگ اس مہم میں شرکت کر رہے ہیں، سوائے اردو کے۔

انجمن کی کوششوں سے اردو ڈائرکٹوریٹ سے ایک خط نمبر کیمپ / جنرل / زبان۔ ۲۶۸۳-۲ - ۲۶۹۰، مورخہ ۱۴-۹-۸۹ یو پی کے ہر بیسک شکشا ادھیکاری کے نام جاری ہو گیا ہے کہ وہ ۱۵ دن کے اندر اندر ڈائرکٹر اردو کو بتائیں کہ ان کے حلقے میں کس قدر اردو تعلیم بالغان کی کلاسیں کھولی جا سکتی ہیں۔ ظاہر ہے بیسک شکشا ادھیکاری صاحبان اس طرف کچھ خاص توجہ نہ دے پائیں گے اس لیے یہ کام اب محبان اردو کا ہے کہ وہ بالغوں اور ان کے بچوں کے لیے اردو کلاسیں کھلوانے کے لیے بیسک شکشا ادھیکاری صاحبان کو خود ہی لکھ دیں کہ ان کے حلقے میں کن کن محلوں میں اندازاً کتنی کلاسیں ان پڑھ مردوں، عورتوں اور بچوں کی کھل سکتی ہیں۔ اس کے بعد چپ نہیں بیٹھنا ہے انہیں یاد دلانا ہے۔ جی۔ ایس۔ اے اور ضلع کے تعلیم بالغان افسر سے بھی ملنا ہوگا۔ اس تجویز پر عمل کیا۔ مثلاً مجھے آج ہی اطلاع ملی ہے کہ لکھنؤ شاخ کے ایک سرگرم کارکن جناب جمال علوی نے اس تجویز پر عمل کیا اور بدقت تمام ان ضلع کے تعلیم بالغان افسر نے تعلیم بالغان کتابوں کے Kits دیے مگر اس میں اردو کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ اب اس کی شکایت بھی جناب نرائن دت تیواری جی سے کی جا رہی ہے۔ توقع ہے کہ جلد ہی اردو کا سیٹ Kits بھی تیار ہو کر اردو والوں کی خدمت کے لیے آ جائیں گے مگر ہر طرف سے اردو کٹ کی مانگ کی ضرورت ہے۔ یہ سب کام پورے صوبے میں عمل جاری رہ سکتا ہے بشرطیکہ آپ حضرات خود دلچسپی لیں۔ اب [illegible] ات پر انجمن کے کارکنوں نے (باقی صفحہ ۲۲ پر)

© rasailojaraid.com